عابد خطابات
67

خطبۂ جمعۃ المبارک

عنوان:

رسول اللہ ﷺ کے طبّی اور غذائی معجزات



خطبہ رائٹر

ابوضیاء تنزیل عابد

مدرّس: جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

شعبہ تبلیغ

جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن بنگلہ بوریوالا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کے طبّی اور غذائی معجزات

اہم عناصر:

- رسول اللہ ﷺ کے طبّی معجزات
- رسول اللہ ﷺ کے غذائی معجزات

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ﴿وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ﴾ [البقرہ:99]

ذی وقار سامعین!

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا اور ہر نبی کو اپنی قوم کے سامنے حق کی وضاحت اور اپنے دعوے کی صداقت کے لیے مختلف دلائل اور نشانیوں سے نوازا۔ ان نشانیوں کو ہم معجزہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم ان معجزات کا ذکر مختلف مقامات پر کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾

”بلا شبہ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو کو نازل کیا، تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔“[الحدید:25]

معجزہ دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک غیر معمولی نشانی ہوتی ہے، جو انسانی عقل اور قدرت کے دائرے سے باہر ہوتی ہے اور اسے عام اسباب کے ذریعے انجام دینا ممکن نہیں

ہوتا۔ معجزہ لفظ "عجز" سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے کسی کو عاجز کر دینا۔ چنانچہ معجزہ وہ عمل یا نشانی ہے جو انسانوں کو اپنی عقل اور طاقت سے اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر کر دے۔

ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے حالات اور ضرورت کے مطابق معجزے عطا کیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے مقابلے کے لیے عصا اور ید بیضاء کا معجزہ عطا کیا گیا، فرمانِ الٰہی ہے:

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۳۲

"اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر، وہ کسی عیب کے بغیر سفید (چمکدار) نکلے گا اور خوف سے (بچنے کے لیے) اپنا بازو اپنی جانب ملا لے، سو یہ دونوں تیرے رب کی جانب سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف دو دلیلیں ہیں۔ بلاشبہ وہ ہمیشہ سے نافرمان لوگ ہیں۔" [القصص:32]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے بیماروں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا، ارشادِ ربانی ہے:

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۬ۙ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۹ ۚ

"اور بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو گا کہ بے شک میں تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آیا ہوں کہ بے شک میں تمھارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل کی مانند بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتی ہے اور میں اللہ کے حکم سے پیدائشی اندھے اور برص والے کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ

کر دیتا ہوں اور تمھیں بتا دیتا ہوں جو کچھ تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو ذخیرہ کرتے ہو، بے شک اس میں تمھارے لیے ایک نشانی ہے، اگر تم مومن ہو۔" [آل عمران:49]

حضرت داوٗد علیہ السلام کو معجزہ دیا گیا کہ لوہے کو ان کے لئے نرم بنا دیا گیا، مالکِ کائنات فرماتے ہیں:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے داوٗد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا، اے پہاڑو! اس کے ساتھ تسبیح کو دہراؤ اور پرندے بھی اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ یہ کہ کشادہ زرہیں بنا اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھ اور نیک عمل کرو، یقیناً میں اسے جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہوں۔" [سبا:11-10]

معجزے کے کئی مقاصد ہوتے ہیں، جن میں سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر حق کی وضاحت ہو اور انہیں یہ یقین دلایا جائے کہ اللہ کا بھیجا ہوا نبی حق پر ہے۔ معجزہ ان لوگوں کے لیے دلیل ہے جو شک میں مبتلا ہوں اور ان کے لیے نصیحت ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ یوں معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے، جو ایک طرف بندے کو اس کے خالق کی عظمت کا قائل کرتی ہے، اور دوسری طرف نبی کی صداقت اور پیغام کی حقانیت کو واضح کرتی ہے۔ معجزہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا دروازہ کھولتا ہے اور انسان کو اس کی عاجزی کا احساس دلاتا ہے۔

معجزات کے بارے میں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ نبی کے اختیار میں بھی نہیں ہوتا، یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اللہ کا حکم ہو، اللہ فرماتے ہیں

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا۔ اور کسی رسول کا اختیار نہ تھا کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی لے آئے۔“[غافر:78]

قرآن میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪

”اور ہمارے لیے کبھی ممکن نہیں کہ تمھارے پاس کوئی دلیل اللہ کے اذن کے سوا لے آئیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔“[ابراہیم:11]

ایک اور مقام پہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

”اور انھوں نے کہا اس پر اس کے رب کی طرف سے کسی قسم کی نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں، کہہ دے نشانیاں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو صرف ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔“[العنکبوت:50]

جس طرح باقی انبیاء کو معجزات دیے گئے، اسی طرح ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی معجزات عطا کئے گئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تیری طرف واضح آیات نازل کی ہیں اور ان سے کفر نہیں کرتے مگر جو فاسق ہیں۔“[البقرہ:99]

آج کے خطبہ جمعہ میں ہم اللہ کے فضل و کرم نبی ﷺ کے معجزات کو سنیں گے اور یہ بھی سمجھیں گے کہ ان معجزات سے ہمیں کیا کیا اسباق حاصل ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے طبّی معجزات

رسول اللہ ﷺ کے طبی معجزات سے مراد وہ غیر معمولی واقعات اور کرامات ہیں جن میں آپ ﷺ نے اللہ کے حکم اور قدرت سے کسی بیماری یا جسمانی نقصان کا علاج کیا اور وہ معاملہ معجزانہ طور پر درست ہو گیا، حالانکہ عام طور پر ایسے مسائل کا حل انسانی وسائل سے ممکن نہ تھا۔ یہ معجزات نبوت کی سچائی کا مظہر اور اللہ کی مدد کا واضح ثبوت ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

آج تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی:

حضرت یزید بن ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ

میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھا تو ان سے پوچھا: ابو مسلم! یہ زخم کیسا ہے ؟ انہوں نے فرمایا: یہ تلوار کا زخم ہے جو مجھے خیبر کے دن لگا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ سلمہ مارے گئے۔ تب میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس پر تین مرتبہ دم کیا۔ میں نے اس وقت سے اب تک اس زخم کی کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔ [صحیح بخاری:4206]

آنکھیں ٹھیک ہو گئیں:

غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ

”کل جھنڈا اسی شخص کے ہاتھ میں ہو گا جو اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرتا ہے۔“

چنانچہ صحابہ نے اس فکر و تمنا میں رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ معلوم نہیں کون اس کا حق دار ہو گا، صبح ہوئی سب آپ ﷺ کے پاس آئے، اور ہر ایک اس سر فرازی کے لیے منتظر رہا، آپ ﷺ نے فرمایا؛((اينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ))”علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟“ صحابہ نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے، لیکن انھیں بلایا گیا اور وہ آئے، آپ ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لیے دعا فرمائی، جس سے ان کی تکلیف ایسے دُور ہو گئی گویا کبھی تھی ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ میں عَلَمْ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا میں اس وقت تک ان سے قتال کروں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

أُنْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ ، فَوَ اللهِ لِأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُونَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ

”تم اپنی مہم پر اطمینان سے گامزن ہو جاؤ، اور ان سے مقابلہ میں اتر کر انھیں اسلام کی دعوت دو اور انھیں بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے واللہ اگر تمھارے ہاتھ پر ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو تمھارے لیے بے شمار سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“[صحیح مسلم:6223]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَجِعٌ، وَأَنَا أَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ، فَأَرِحْنِي، وَإِنْ كَانَ آجِلًا، فَارْفَعْنِي، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً، فَصَبِّرْنِي، قَالَ:" مَا قُلْتَ؟"، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ، فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ، فَقَالَ:" مَا قُلْتَ؟"، قَالَ:

فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:" اللَّهُمَّ عَافِهِ، أَوْ اشْفِهِ". قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ ذَلِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ.

ایک مرتبہ نبی ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا، میں اس وقت بیمار تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ! اگر میری موت کا وقت قریب آگیا ہے تو مجھے اس بیماری سے راحت عطا فرما اور مجھے اپنے پاس بلالے، اگر اس میں دیر ہو تو مجھے اٹھالے اور اگر یہ کوئی آزمائش ہو تو مجھے صبر عطاء فرما، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے اپنی بات پھر دہرا دی، نبی ﷺ نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری یعنی غصہ کا اظہار کیا اور فرمایا: "کیا کہہ رہے ہو؟" میں نے پھر اپنی بات دہرا دی، نبی ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسے عافیت اور شفاء عطاء فرما۔" سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے وہ تکلیف کبھی نہیں ہوئی۔ [مسند احمد: 637 حسن]

گویا کبھی تکلیف ہوئی نہیں تھی:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابو رافع حضور ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپالیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی، اے اللہ! کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آجا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ

میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور میں نے انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابورافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جارہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالا خانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سورہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابارافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا، ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازہ ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اُسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور آکر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا

کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کرلوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے آوازدی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کرادیا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی نہ تھی۔[صحیح بخاری:4039]

رسول اللہ ﷺ کے طبّی معجزات کے حوالے سے ایک اہم بات یادرکھنی چاہئے کہ شفا کا خزانہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، نبی ﷺ خود کسی کو شفا نہیں دے سکتے، شفا اس کو ملتی ہے جسے اللہ دینا چاہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“[الانعام:17]

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی بیمار ہوئے ہیں، انہوں نے صرف ایک اللہ تعالیٰ سے شفا مانگی ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

”اور ایوب، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک میں، مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم والا ہے۔“[الانبیاء:83]

دوسری جگہ فرمایا:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾

"اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک شیطان نے مجھے بڑا دکھ اور تکلیف پہنچائی ہے۔"[ص:38]

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں:

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿۸۰﴾

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔"[الشعراء:80]

اس آیت کے تحت فضیلۃ الشیخ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر "تیسیر القرآن" میں لکھتے ہیں:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنی طرف فرمائی تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اپنی کسر نفسی کی بنا پر ایسا کہا۔ ورنہ بیماری اور شفا سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ اب بیماری اور شفا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ ہے کہ ہر جاندار کی طبیعت ہی اس کی سب سے بڑی معالج ہوتی ہے۔ بدن میں کسی مقام پر بھی کوئی نقص واقع ہو جائے تو طبیعت فوراً ادھر متوجہ ہو جاتی ہے۔ باہر سے کوئی آفت پڑنے کا خطرہ ہو تو ہر جاندار سے بلا ارادہ ایسی حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں۔ جو اس کی اس آفت سے حفاظت کر سکیں اور دوائی کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب طبیعت کی مدافعت سے معاملہ بڑھ جائے اور دوائی کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ طبیعت کا مدد کرتی ہے ورنہ اصل معالج طبیعت ہی ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہی بنائی ہے علاوہ ازیں دواؤں میں تاثیر اور خاصیت بھی اللہ کی پیدا کردہ ہے پھر کبھی دوا اپنا اثر دکھاتی ہے کبھی بے اثر ثابت ہوتی ہے اور کبھی الٹا اثر دکھاتی ہے اسی لئے کوئی حکیم یا ڈاکٹر یہ بات دعویٰ سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں مرض کا علاج کر کے شفا دے سکتا ہے۔

بلکہ ہر شخص اس معاملہ میں اپنے عجز کا اعتراف ان الفاظ میں کرتا ہے کہ شفا من جانب اللہ ہوتی ہے۔ پھر جب شفا بخشنے میں اللہ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کا دخل نہیں تو عبادت میں اللہ تعالیٰ کی سوا کوئی دوسرا کیسے شریک بنایا جاسکتا ہے۔"

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شفا صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کسی بھی نبی کے ہاتھ میں شفا نہیں، نبی رحمت ﷺ خود بیمار ہوئے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار آیا ہوا تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے آنخضرت ﷺ کا جسم چھوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ آنخضرت ﷺ نے فرمایا:

أَجَلْ، إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلاَنِ مِنْكُمْ

"ہاں مجھے تم میں کے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔"

میں نے عرض کیا یہ اس لیے ہو گا کہ آنخضرت ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ہاں اس کے بعد آنخضرت ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى، مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ، إِلَّا حَطَّ اللَّهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

"کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔" [صحیح بخاری:5660]

پتہ چلا نبی ﷺ کو بخار ہوتا تھا، نبی ﷺ خود کسی کو شفا نہیں دے سکتے، اس لئے نبی ﷺ کے صحابہ نبی ﷺ کے پاس آکر یہ نہیں کہتے تھے کہ نبی جی ہمیں شفا دے دیں۔

بلکہ وہ عرض کرتے تھے کہ اے اللہ کے نبی، اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں شفا دے دے، عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

أَلاَ أُرِيكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هَذِهِ المَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنِّي أُصْرَعُ، وَإِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي، قَالَ: «إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ» فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ لاَ أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا

تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔[صحیح بخاری:5652]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے:

أَذْهِبِ البَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا

”اے پروردگار لوگوں کے! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔“ [صحیح بخاری:5675]

پتہ چلا کہ معجزات شان کی دلیل ہیں، اختیار اور مختارِ کل ہونے کی دلیل نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے غذائی معجزات

رسول اللہ ﷺ کے غذائی معجزات سے مراد وہ عقل سے ماوراء واقعات ہیں جو کھانے یا پینے کی اشیاء کے ساتھ پیش آئے اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی صداقت اور عظمت کو ظاہر فرمایا۔ یہ معجزات انسانی طاقت اور فطرت کے قوانین سے ماوراہوتے ہیں اور اللہ کی قدرت کا مظہر ہوتے ہیں۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنْتُ أَرْعَى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: "يَا غُلَامُ، هَلْ مِنْ لَبَنٍ؟" قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، وَلَكِنِّي مُؤْتَمَنٌ، قَالَ: "فَهَلْ مِنْ شَاةٍ لَمْ يَنْزُ عَلَيْهَا الْفَحْلُ؟" فَأَتَيْتُهُ بِشَاةٍ، فَمَسَحَ ضَرْعَهَا، فَنَزَلَ لَبَنٌ، فَحَلَبَهُ فِي إِنَاءٍ، فَشَرِبَ، وَسَقَى أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ: "اقْلِصْ"، فَقَلَصَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ هَذَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلِّمْنِي مِنْ هَذَا الْقَوْلِ، قَالَ: فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: "يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَإِنَّكَ غُلَيِّمٌ مُعَلَّمٌ".

میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک دن نبی ﷺ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: "اے لڑکے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں، لیکن میں اس پر امین ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا کوئی ایسی بکری تمہارے پاس ہے جس پر نر جانور نہ کودا ہو؟" میں نبی ﷺ کے پاس ایسی بکری لے کر آیا، نبی ﷺ نے اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس میں دودھ اتر آیا، نبی ﷺ نے اسے ایک برتن میں دوہا، خود بھی پیا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا، پھر تھن سے مخاطب ہو کر فرمایا" : سکڑ جاؤ"، چنانچہ وہ تھن دوبارہ سکڑ گئے، تھوڑی دیر بعد میں نبی ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی یہ بات سکھا دیجئے، نبی ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے دعا دی کہ "اللہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، تم سمجھدار بچے ہو۔"[مسند احمد: 3598 حسن]

سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے دن (سفر میں) لوگ کو (زاد راہ ختم ہو جانے کی بنا پر) فاقے لاحق ہو گئے۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم پانی ڈھونے والے اونٹ ذبح کر لیں، (ان کا گوشت) کھائیں اور (ان کی چربی) تیل بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایسا کر لو۔" (کہا:) اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! اگر آپ نے ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی، اس کے بجائے آپ سب لوگوں کو ان کے بچے ہوئے زاد راہ سمیت بلوا لیجیے، پھر اس پر ان کے لیے اللہ سے برکت کی دعا کیجیے، امید ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ٹھیک ہے۔" آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوا کر بچھا دیا، پھر لوگوں کا بچا ہوا زاد راہ منگوایا، کوئی مٹھی بھر مکئی، کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لانے لگا یہاں تک کہ ان چیزوں سے دستر خواں پر تھوڑی سی مقدار جمع ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی، پھر لوگوں سے فرمایا:

خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ

"اپنے اپنے برتنوں میں (ڈال کر) لے جاؤ۔"

سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ انہوں نے لشکر کے برتنوں میں کوئی برتن بھرے بغیر نہ چھوڑا، اس کے بعد سب نے مل کر (اس دستر خوان سے) سیر ہو کر کھایا لیکن کھانا پھر بھی بچا دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، لَا يَلْقَى اللهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ، فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو بندہ ان دونوں میں شک کیے بغیر اللہ سے ملے گا اسے جنت (میں داخل ہونے) سے نہیں روکا جائے گا۔[صحیح مسلم:139]

پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ،رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے)اس لیے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو، جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے تا آنکہ آپ خود ہی جاگتے ، پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے۔ آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ ﷺ اترے اور آپ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمم کرلو (پھر اس نے بھی تیمم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تاکہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی، اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی

تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے، ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو، وہ بولی رسول اللہ کے کیا معنی ہیں؟ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آخر ہم اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لائے، اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لیے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیر اب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور بالٹیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے) میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے لیے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں، وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی، وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ [صحیح بخاری: 3571]

اس بکری کو میرے پاس لاؤ:

سیدنا قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ چھپتے چھپاتے (ہجرت کے لئے مکہ سے) نکلے، تو ان کا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا، وہ بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے دودھ مانگا، اس نے کہا: اس وقت میرے پاس دودھ دینے والی صرف ایک یہی بکری ہے اور یہ بھی سردیوں کے شروع میں حاملہ ہو گئی تھی لیکن اس نے بچہ

گرادیا تھا اور اب یہ دودھ نہیں دیتی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرے پاس لاؤ، وہ اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ اور ران کے درمیان دبالیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ لگایا اور دعا مانگی، (آپ ﷺ کے ہاتھوں اور دعا کی برکت سے) اس بکری کا دودھ اتر آیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈھال لے آئے، (آپ ﷺ نے اس میں) اس کو دوہا پھر حضرت ابوبکر ر کو اپنے پاس بلایا اور اس کو دوہا، پھر چرواہے کو بلایا اور پھر دوہا، سب نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ چرواہا بولا: تجھے خدا کی قسم ہے تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ خدا کی قسم! میں نے آپ جیسا انسان کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میری راز داری رکھو تو میں تمہیں بتاؤں گا (کہ میں کون ہوں) اس نے راز داری کی حامی بھر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اس نے کہا: اچھا تم ہی ہو وہ شخص جس کے بارے میں قریش کا گمان ہے کہ وہ صابی (ستارہ پرست) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ ایسے ہی کہتے ہیں۔ اس نے کہا:

فَأَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ حَقٌّ، وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُ مَا فَعَلْتَ إِلَّا نَبِيٌّ، وَأَنَا مُتَّبِعُكَ

تو میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ نبی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ جو کچھ لائے ہیں سب حق ہے۔ اور جو کمال آپ نے کر کے دکھایا ہے یہ نبی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور بے شک میں آپ کے ہمراہ چلوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَوْمَكَ. فَإِذَا بَلَغَكَ أَنِّي قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنَا

”موجودہ حالات میں میری پیروی تیرے بس کی بات نہیں ہے، البتہ جب تمہیں میرے غلبہ کی خبر مل جائے تب ہمارے پاس چلے آنا۔“ [مستدرک حاکم: 4273 صحیح]

کھانے کا تسبیح کرنا:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: "اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ".

معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کے تسبیح سنتے تھے۔[صحیح بخاری:3579]

اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔[صحیح بخاری:3576]

دس دس آدمیوں کو بلاؤ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کو کمزور پایا۔ میرے خیال کے مطابق آپ ﷺ کو بھوک لگی ہے کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، چنانچہ انھوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ لیا، اس کے ایک حصے میں ان کو لپیٹا، پھر انھیں میرے ہاتھ میں چھپا دیا، دوپٹے کا دوسرا حصہ مجھے اوڑھا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں انھیں لے کر روانہ ہوا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے" میں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا: "اٹھو اور ابو طلحہ کے ہاں چلو۔" چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور میں ان کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابو طلحہ نے کہا: ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم انھیں

کھلا سکیں؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر حال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وہ بھی چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے لے آؤ۔'' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا روٹیاں لے کر آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے ٹکڑے بنا دیے جائیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی نچوڑ کر ان پر کچھ گھی ڈال دیا، اس طرح وہ سالن بن گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کو بلاؤ۔'' چنانچہ انھیں بلا کر کھانے کی اجازت دی تو انھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ باہر چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ''اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔'' انھیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو انھوں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر وہ باہر چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ''اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔'' انھیں بلایا گیا اور انھوں نے کھایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔ پھر وہ چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کو بلاؤ۔'' اس طرح سب آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا جبکہ وہ ستر (70) یا اسی (80) آدمی تھے۔ [صحیح بخاری: 3578]

اب پینے کی بالکل گنجائش نہیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں میں بعض اوقات بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا اور بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں اس راستے پر بیٹھ گیا جہاں صحابہ کرام کی آمد و رفت تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ میرے پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں پلائیں لیکن وہ بغیر کچھ کیے وہاں سے چل دیے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا اور دریافت کرنے کا مطلب صرف

یہ تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں پلائیں لیکن وہ بھی کچھ کیے بغیر چپکے سے گزر گئے ان کے بعد ابو القاسم ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرا دیے۔ میرے چہرے کو آپ نے تاڑ لیا اور میرے دل کی بات سمجھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ!“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”میرے ساتھ آ جاؤ۔“ چنانچہ جب آپ چلنے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ جب آپ ﷺ اندر گئے تو آپ کو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟“ اہل خانہ نے کہا: یہ فلاں مرد یا عورت نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ!“ میں نے عرض کی: لبیک اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔“ اہل صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے وہ گھر بار اہل وعیال اور مال وغیرہ نہ رکھتے تھے اور نہ کسی کے پاس جاتے ہی تھے جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو وہ ان کے پاس بھیج دیتے اور خود اس سے کچھ نہ کھاتے تھے اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو اس سے کچھ خود بھی کھا لیتے اور ان کے پاس بھی بھیج دیتے تھے اور انہیں اس میں شریک کر لیتے تھے۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری۔ میں نے سوچا کہ اس دودھ کی مقدار کیا ہے جو وہ اہل صفہ میں تقسیم ہو؟ اس کا حق دار تو میں تھا اسے نوش کر کے کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب (اہل صفہ) آئیں گے تو (رسول اللہ ﷺ مجھے ہی فرمائیں گے تو) میں ان میں تقسیم کروں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ سے کچھ بھی نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور ان کے حکم کی بجا آوری کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور انہیں (آپ کی) دعوت پہنچائی۔ وہ آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو انہیں اجازت مل گئی۔ پھر وہ آپ کے گھر میں اپنی اپنی جگہ پر فروکش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ!“ میں نے عرض کی: لبیک اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”پیالہ لو اور سب حاضرین کو دودھ پلاؤ“

میں نے وہ پیالہ پکڑا اور ایک ایک کو پلانے لگا۔ ایک شخص جب پی کر سیر اب ہو جاتا تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ پھر میں دوسرے شخص کو دیتا۔ وہ بھی سیر ہو کر پیتا پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا اسی طرح تیسرا پی کر پھر پیالہ مجھے واپس کر دیتا، یہاں تک کہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تک پہنچا جبکہ تمام اہل صفہ دودھ پی کر سیر اب ہو چکے تھے آخر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا: ”اے ابو ہریرہ!“ میں نے عرض کی: لبیک: اللہ کے رسول! فرمایا: ”میں اور آپ باقی رہ گئے ہیں“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ اور اسے نوش کرو۔“ چنانچہ میں بیٹھ گیا اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دوبارہ فرمایا: ”اور پیو۔“ آپ مجھے اور پینے کا مسلسل کہتے رہے حتیٰ کہ مجھے کہنا پڑا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اب پینے کی بالکل گنجائش نہیں۔ اس کے لیے کوئی راہ نہیں پاتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”پھر مجھے دے دو۔“ میں نے وہ پیالہ آپ کو دے دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور بسم اللہ پڑھ کر (ہم سب کا) بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔ [صحیح بخاری: 6452]

ایک روٹی پکانے والی بلا لو:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں، جب خندق کھودی جا رہی تھی، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں بھوک کا اثر محسوس کیا تو میں اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور اس سے پوچھا: کیا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سخت بھوک لگی ہے، اس نے مجھے ایک چمڑے کا تھیلا پیش کیا، جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس ایک چھوٹا سا پالتو چھترا تھا، میں نے اسے ذبح کیا اور اس نے جو پیسے اور میرے ساتھ ہی اس سے فارغ ہو گئی، میں نے گوشت چھوٹا چھوٹا کر کے ہانڈی میں ڈالا، پھر واپس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف چل دیا، اس نے کہا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ساتھیوں سمیت لا کر مجھے رسوانہ کرنا، میں

آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سرگوشی کی، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم نے اپنا ایک چھوٹا سا پالتو چھترا ذبح کیا اور بیوی نے ہمارے پاس ایک صاع جو تھے، پیس لیے ہیں تو آپ چند ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لے آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ: "إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَكُمْ سُورًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ

"اے خندق والو! جابر رضی اللہ عنہ نے تمہاری دعوت کی ہے تو جلدی کرو۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی ہانڈی ہرگز نہ اتارنا اور آٹے کی روٹیاں نہ پکانا، حتیٰ کہ میں آجاؤں۔" میں چل پڑا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آگے چل پڑے، حتیٰ کہ میں بیوی کے پاس پہنچ گیا، (اس کو صورت حال بتائی) اس نے کہا: تیری وجہ سے ایسا ہوا تو ہی رسوا ہو گا، میں نے کہا: میں نے تو تیری بات پر عمل کیا تھا، اس نے آپ کے سامنے گندھا ہوا آٹا پیش کیا، آپ ﷺ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ نے ہماری ہنڈیا کا رخ کیا، اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی، پھر فرمایا:

ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا

"ایک روٹی پکانے والی بلا لو، وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور اپنی ہانڈی سے چمچہ سے سالن نکالنا اور اس کو چولہے سے نہ اتارنا۔"

آپ ﷺ کے ساتھی ایک ہزار تھے، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، سب نے کھایا، حتی کہ اس کو باقی چھوڑ کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی پہلے کی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا اس طرح پکایا جا رہا تھا۔[صحیح مسلم:5315]

مجھے دستی دو:

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

صُنِعَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَأُتِيَ بِهَا، فَقَالَ لِي: يَا أَبَا رَافِعٍ، "نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ"، فَنَاوَلْتُهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا رَافِعٍ، "نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ"، فَنَاوَلْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا رَافِعٍ، "نَاوِلْنِي الذِّرَاعَ"، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَهَلْ لِلشَّاةِ إِلَّا ذِرَاعَانِ؟! فَقَالَ: "لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِي مِنْهَا مَا دَعَوْتُ بِهِ"، قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ.

ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک ہنڈیا میں گوشت پکایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس کی دستی نکال کر دو۔"، چناچہ میں نے نکال دی تھوڑی دیر بعد نبی کریم ﷺ نے دوسری دستی طلب فرمائی، میں نے وہ بھی دے دی تھوڑی دیر بعد نبی کریم ﷺ نے پھر دستی طلب فرمائی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ایک بکری کی کتنی دستیاں ہوتی ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر تم خاموش رہتے تو اس ہنڈیا سے اس وقت تک دستیاں نکلتی رہتیں جب تک میں تم سے مانگتا رہتا۔" [مسند احمد: 23859 حسن لغیرہ]

یہ تھے رسول اللہ ﷺ نے چند غذائی معجزات، یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ ان معجزات کی بنا پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ مختارِ کل ہیں، کیونکہ معجزہ شان اور رتبے کی دلیل ہوتا ہے، نا کہ مختارِ کل ہونے کی۔ نبی ﷺ بھوکے بھی رہے ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوقِدُ فِيهِ نَارًا، إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالمَاءُ، إِلَّا أَنْ نُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ

ہم پر مہینہ گزر جاتا ہمارا چولہا نہیں جلتا تھا۔ ہم صرف پانی اور کھجوروں پر گزارا کرتے تھے۔ ہاں کبھی کبھار تھوڑا سا گوشت کہیں سے آجاتا تھا۔ [صحیح بخاری: 6458]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ مَا أَشْبَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے گھر والوں کو تین دن لگاتار گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھلائی تھی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔[صحیح مسلم:7457]

عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں:

يَا ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ قَالَ قُلْتُ يَا خَالَةُ فَمَا كَانَ يُعَيِّشُكُمْ قَالَتْ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنْ الْأَنْصَارِ وَكَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ فَكَانُوا يُرْسِلُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَلْبَانِهَا فَيَسْقِينَاهُ

اللہ کی قسم! میرے بھانجے !ہم ایک دفعہ پہلی کا چاند دیکھتے پھر (اگلے مہینے) پہلی کا چاند دیکھتے دو مہینوں میں تین دفعہ بھی رسول اللہ ﷺ کے حجروں میں چولہا نہ جلا ہو تا۔(عروہ نے) کہا: میں نے پوچھا خالہ تو آپ کی گزران کے لیے کون سی چیز ہوتی ؟ انھوں نے کہا: دو کالی چیزیں کھجور اور پانی البتہ انصار میں سے کچھ (گھرانے)رسول اللہ ﷺ کے ہمسائے تھے اور انھیں دودھ دینے والی اونٹیناں ملی ہوئی تھیں۔ وہ ان کے دودھ میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تو آپ ﷺ وہ ہمیں پلا دیتے تھے۔[صحیح مسلم:7452]

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ہمارے خطباتِ جُمعہ اور دروس حاصِل کرنے لیے رابطہ کریں۔

کال / واٹس ایپ
0301-1263168
0306-9230439
0300-8282509